بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ

جہاد اور سفر کا بیان

عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ كَتَبْتُ اِلٰى نَافِعٍ اَسْئَلُهٗ عَنِ الدُّعَاءِ قَبْلَ الْقِتَالِ قَالَ فَكَتَبَ اِلَىَّ اِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ فِىْ اَوَّلِ الْاِسْلَامِ قَدْ اَغَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَنِى الْمُصْطَلِقِ وَهُمْ غَارُّوْنَ وَاَنْعَامُهُمْ تُسْقٰى عَلَى الْمَآءِ فَقَتَلَ مُقَاتِلَتَهُمْ وَسَبٰى سَبْيَهُمْ وَاَصَابَ يَوْمَئِذٍ قَالَ يَحْيٰى اَحْسِبُهٗ قَالَ جُوَيْرِيَةَ اَوِ الْبَتَّةَ بِنْتَ الْحَارِثِ قَالَ وَحَدَّثَنِىْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ وَكَانَ فِىْ ذَاكَ الْجَيْشِ ۔ ف ۱

ابنِ عون سے روایت ہے میں نے نافع کو لکھا کہ لڑائی سے پہلے کافروں کو دین کی دعوت دینا ضرور ہے؛ انہوں نے جواب میں لکھا کہ یہ حکم شروع اسلام میں تھا، جب کافروں کو دین کی دعوت نہیں پہنچی تھی، اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مصطلق پر حملہ کیا اور وہ غافل تھے، اُن کے جانور پانی پی رہے تھے آپ نے قتل کیا ان میں سے جو لڑے اور باقی کو قید کیا. اور اسی دن جویریہؓ بنت حارث کو پکڑا۔ نافع نے کہا یہ حدیث مجھ سے عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کی۔ وہ اس لشکر میں شریک تھے۔

بَابُ تَاْمِيْرِ الْاِمَامِ الْاُمَرَآءَ عَلَى الْبُعُوْثِ وَوَصِيَّتِهٖ اِيَّاهُمْ بِاٰدَابِ الْغَزْوِ وَغَيْرِهَا ۔

باب ۔ امام امیروں کو لڑائی پر کیونکر بھیجے۔ اور اُن کو لڑائی کے طریقے کیونکر تبلاوے۔

ف ۱: ۔ نوویؒ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جن کافروں کو اسلام کی دعوت پہنچ چکی ہو ان پر یکایک حملہ کرنا غفلت کی حالت میں درست ہے اور اس مسئلہ میں تین مذہب ہیں۔ ایک تو یہ کہ مطلقاً اطلاع دینا ضروری ہے۔ یہ قول ہے مالکؒ کا اور ضعیف ہے۔ دوسرے یہ کہ مطلقاً اطلاع دینا ضرور نہیں یہ اس سے بھی زیادہ ضعیف ہے یا باطل ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر ان کو دعوت نہ پہنچی ہو تو اطلاع دینا واجب ہے۔ ورنہ مستحب ہے اور یہی صحیح ہے اور یہی مذہب ہے لیث اور شافعی اور ابو ثور اور ابن منذر کا اور اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ عربوں کو غلام اور لونڈی بنانا درست ہے کیونکہ بنی مصطلق عرب ہیں خزاعہ کی اولاد اور یہی قول ہے شافعیؒ کا جدید اور مالکؒ اور ابو حنیفہ اور اوزاعی کا، اور ایک جماعت کے نزدیک عرب، غلام اور لونڈی نہیں ہو سکتے اور یہی قول قدیم ہے شافعیؒ کا۔

www.idara.com

اللّٰہِ فَلَا تُنْزِلْهُمْ عَلٰى حُكْمِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَنْزِلْهُمْ عَلٰى حُكْمِكَ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِىْ اَتُصِيْبُ حُكْمَ اللّٰهِ فِيْهِمْ اَمْ لَا قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ هٰذَا اَوْ نَحْوَهٗ وَزَادَ اِسْحَاقُ فِىْ اٰخِرِ حَدِيْثِهٖ عَنْ يَحْيَى ابْنِ اٰدَمَ قَالَ فَذَكَرْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ لِمُقَاتِلِ ابْنِ حَيَّانَ قَالَ يَحْيٰى يَعْنِىْ اَنَّ عَلْقَمَةَ يَقُوْلُهٗ لِابْنِ حَيَّانَ فَقَالَ حَدَّثَنِىْ مُسْلِمُ ابْنُ هَيْصَمٍ عَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ مُقَرِّنٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ۔ ف۲

عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سے اور جب تو کسی قلعہ والوں کو گھیرے اور وہ تجھ سے خدا یا اس کے رسول کی پناہ مانگیں تو خدا اور رسول کی پناہ نہ دے لیکن اپنی اور اپنے یاروں کی پناہ دے۔ کس لیے کہ اگر تم سے اپنی اور اپنے یاروں کی پناہ پناہ ٹوٹ جائے تو بہتر ہے اس سے کہ اللہ اور اس کے رسول کی پناہ ٹوٹے اور جب تو کسی قلعہ والوں کو گھیرے اور وہ تجھ سے یہ چاہیں کہ خدا تعالےٰ کے حکم پر تو ان کو باہر نکالے تو مت نکال تو ان کو خدا کے حکم پر بلکہ نکال ان کو اپنے حکم پر اس لیے کہ تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تجھ سے ادا ہوتا ہے یا نہیں۔

ابوموسیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو اپنے اصحاب میں

ف۲ :- نووی علیہ الرحمۃ نے کہا کہ مطلب حدیث کا یہ ہے کہ جب وہ اسلام لاویں تو ان کو مدینہ مبارک کی طرف ہجرت کرنا بہتر ہے اگر وہ ہجرت کرلیں تو مہاجرین کے برابر ہو جاویں گے غنیمت اور صلح کے حصہ میں نہیں تو وہ مثل عام لوگوں کے جو جنگل اور دیہات میں رہتے ہیں ہیں گے جو نہ جہاد کرتے ہیں نہ ہجرت ان پر اسلام کے احکام جاری ہوں گے پر غنیمت میں اور صلح کے مال سے حصہ نہ پاویں گے۔ البتہ زکوٰۃ کے مال سے اگر وہ مستحق ہوں تو حصہ پاویں گے۔ امام شافعی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے کہ مساکین وغیرہ کو صدقات میں سے حصہ ملے گا جن کو صلح کے مال میں سے حصہ نہیں اور صلح کا مال لشکر والوں کے لئے ہے اور ان کو صدقات میں سے نہ ملے گا اور ان کی دلیل یہی حدیث ہے لیکن مالکؒ اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک دونوں مال برابر ہیں اور ہر ایک دونوں قسموں میں صرف ہو سکتے ہیں۔ اور ابوعبید رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا یہ حدیث منسوخ ہے یہ حکم اوائل اسلام میں تھا پر اس کی دلیل نہیں۔ انتہیٰ مختصراً۔

امام نووی علیہ الرحمۃ نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جزیہ ہر ایک کافر سے لینا درست ہے عربی ہو یا عجمی یا کتابی ہو یا مجوسی یا مشرک وغیرہ مالکؒ اور اوزاعی کا یہی مذہب ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سب کافروں سے جزیہ قبول کیا جاوے گا مگر عرب کے مشرکین اور مجوس سے اور شافعیؒ کے نزدیک جزیہ قبول نہ ہوگا مگر اہل کتاب سے یا مجوس سے عربی ہو یا عجمی۔ اب اختلاف ہے جزیہ کی مقدار میں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک کم سے کم ایک دینار ہے سال بھر میں مال دار ہو یا مفلس اور زیادہ جو ٹھہر جائے اور مالکؒ کے نزدیک سونے والوں پر چار دینار ہیں اور چاندی والوں پر چالیس درہم ہیں ہر سال میں اور امام ابوحنیفہ اور احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ

www.idara.com

وَهَانَ عَلٰى سَرَاةِ بَنِيْ لُؤَيٍّ
حَرِيْقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيْرٌ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ حَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيْرِ.

بَابُ تَحْلِيْلِ الْغَنَائِمِ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ خَاصَّةً.

عَنْ هَمَّامِ ابْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا نَبِيٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ فَقَالَ لِقَوْمِهِ لَا يَتْبَعْنِيْ رَجُلٌ قَدْ مَلَكَ بُضْعَ امْرَاَةٍ وَّهُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَّبْنِيَ بِهَا وَلَمَّا يَبْنِ وَلَا اٰخَرُ قَدْ بَنٰى بُنْيَانًا وَلَمَّا يَرْفَعْ سُقُفَهَا وَلَا اٰخَرُ قَدِ اشْتَرٰى غَنَمًا اَوْ خَلِفَاتٍ وَّهُوَ مُنْتَظِرٌ وِّلَادَهَا قَالَ فَغَزَا فَاَدْنٰى لِلْقَرْيَةِ حِيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اَوْ قَرِيْبًا مِّنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لِلشَّمْسِ اَنْتِ مَاْمُوْرَةٌ وَّاَنَا مَاْمُوْرٌ اَللّٰهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيَّ شَيْئًا فَحُبِسَتْ عَلَيْهِ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَ فَجَمَعُوْا مَا غَنِمُوْا فَاَقْبَلَتِ النَّارُ لِتَاْكُلَهُ فَاَبَتْ اَنْ تَطْعَمَهُ فَقَالَ فِيْكُمْ غُلُوْلٌ فَلْيُبَايِعْنِيْ مِنْ كُلِّ قَبِيْلَةٍ رَجُلٌ فَبَايَعُوْهُ فَلَصِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهِ فَقَالَ فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ فَلْتُبَايِعْنِيْ قَبِيْلَتُكَ فَبَايَعَتْهُ قَالَ

تعالیٰ عنہ کا یہ شعر اسی باب میں ہے۔ ترجمہ اس کا یہ ہے سہل ہوا بنی لوی کے شریفوں اور سرداروں پر جلانا بویرہ کا جس کی انگار اڑ رہی تھی (بنی لوی سے مراد قریش ہیں)

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر کے کھجور کے درخت جلوا دیے۔

باب۔ اِس اُمت کے لیے خاص لوٹ کا حلال ہونا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاد کیا پیغمبروںؑ میں سے ایک پیغمبرؑ نے تو اپنے لوگوں سے کہا میرے ساتھ وہ مرد نہ چلے جس نے نکاح کیا اور وہ چاہتا ہو کہ اپنی عورت سے صحبت کرے اور ہنوز اس نے صحبت نہیں کی اور نہ وہ شخص جس نے مکان بنایا ہو اور ہنوز اس کی چھت بلند نہ کی ہو۔ اور نہ وہ شخص جس نے بکریاں یا گابھن اونٹنیاں خریدی ہوں اور وہ ان کے جننے کا امیدوار ہو اس لیے کہ ان لوگوں کا دل ان چیزوں میں لگا رہے گا اور اطمینان سے جہاد نہ کر سکیں گے پھر اس پیغمبرؑ نے جہاد کیا تو عصر کے وقت یا عصر کے قریب اس گاؤں کے پاس پہنچا (جہاں جہاد کرنا تھا) تو پیغمبرؑ نے سورج سے کہا تو بھی تابعدار ہے اور میں بھی تابعدار ہوں یا اللہ اس کو روک دے تھوڑی دیر میرے اوپر تاکہ ہفتہ کی رات نہ آجائے کیونکہ ہفتہ کو لڑنا حرام تھا اور یہ لڑائی جمعہ کے دن ہوئی تھی پھر سورج رک گیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فتح دی ان کو پھر لوگوں نے اکٹھا کیا جو لوٹا تھا اور انگار (آسمان سے آئے اس کے کھانے کو) لیکن اس نے نہ کھایا۔ پیغمبرؑ نے کہا تم میں سے کسی نے چوری کی ہے (جب تو یہ نذر قبول نہ ہوئی) تو تم میں سے ہر گروہ کا ایک آدمی بیعت کرے مجھ سے۔ پھر بیعت کی سب نے۔ ایک شخص کا ہاتھ جب پیغمبرؑ کے ہاتھ سے لگا تو

www.idara.com

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّ فَاطِمَةَ وَالْعَبَّاسَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَتَيَا اَبَا

حضرت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ

لوگوں کا بیعت کرنا ضرور نہیں بلکہ جس قدر لوگ علماء اور رؤسا اور معتبر آدمیوں میں سے بیعت کرلیں آسانی سے وہی کافی ہے بشرطیکہ دوسرے معتبر لوگ خلاف نہ کریں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا خلاف نہیں کیا تھا۔ مگر عذر کی وجہ سے صرف انہوں نے دیر کی اور وہ عذر یہ تھا کہ باوجود ان کی جلالت قدر اور عظمت شان کے ان کو مشورہ میں شریک نہیں کیا اس وجہ سے ان کو رنج ہوا اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا جلدی کرنا خلافت کے لئے اس وجہ سے تھا کہ وہ نہایت ضروری ہو گیا تھا اور دیر کرنے میں ڈر تھا کہ کہیں اور کوئی فتنہ اٹھ نہ کھڑا ہو اور اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن پر بھی اس کو مقدم کیا۔ (انتہیٰ مختصرا)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آنا ان کو ناپسند تھا اس لئے کہ حضرت عمر فاروق کے مزاج مبارک میں سختی اور صفائی تھی وہ ڈرے کہیں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی مدد کے لئے کوئی سخت بات کہہ بیٹھیں اور بنی ہاشم کے دلوں کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے رنج میں تھے اور زیادہ رنج ہو اور مصلحت فوت ہو جاوے کیونکہ حضرت علیؓ نے ان کو ابوبکرؓ کے ساتھ بیعت کر لینے پر راضی کر لیا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اکیلے جانے سے منع کیا اس خیال سے کہ وہ نرم دل ہیں اور صابر تو بنی ہاشم ان کو اکیلا پاکر کچھ سخت نہ کہہ بیٹھیں اور شاید اس کی وجہ سے ابوبکرؓ کا دل پھر جاوے اور دوسرا فساد اٹھ کھڑا ہو اور حضرت عمرؓ کے سامنے دونوں طرف والوں پر رعب رہتا تھا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عمرؓ کی قسم کو توڑ دیا۔ کیونکہ قسم کا پورا کرنا جب ہی ضروری ہے کہ اس سے کوئی فساد پیدا نہ ہو۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت نرم دل اور بردبار اور رقیق القلب تھے ان کو ذرا سی بات میں رونا آجاتا جب حضرت علیؓ نے اپنی قربت اور رشتہ داری اور اپنی فضیلت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی تھی بیان کی ان کی آنکھیں بھر آئیں اور اسی وقت حضرت علیؓ نے بھی حضرت ابوبکرؓ سے بخوبی بیعت کی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی یہی حال تھا اللہ تعالیٰ ان کی شان میں فرماتا ہے اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ سخت ہیں کافروں پر اور ملائم ہیں آپس میں رہی یہ بات کہ حضرت ابوبکرؓ سے حضرت فاطمہ زہرا ناراض ہو گئیں تو حضرت ابوبکرؓ کا اس میں کچھ قصور نہ تھا بلکہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنائی اور مال کا خرچ اسی طرح قائم رکھا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرچ فرماتے تھے حضرت ابوبکرؓ نے یہ نہیں کیا کہ وہ مال خود دبا لیتے یا اپنے صرف میں لاتے آپؐ کے بی بیوں اور رشتہ داروں کو نہ دیتے اگر ابوبکر صدیقؓ کی ایسی نیت ہوتی تو اپنا روپیہ اور مال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آپؐ کی زندگی میں کیوں نثار کرتے اور صحابہ کرام ان کی خلافت کو کیوں منظور کرتے باایں ہمہ حضرت ابوبکرؓ حضرت علیؓ کے بلانے پر اکیلے ان کے پاس چلے گئے حضرت عمر فاروقؓ نے منع بھی کیا لیکن نہ مانا اگر واقعی ان حضراتؓ کے دلوں میں عداوت یا دشمنی ہوتی تو اس طرح ایک دوسرے سے نہ ملتے جلتے یہ سب رافضیوں کا طوفان ہے جو صحابہ کرام کی شان میں ایسے بے ادبی کے الفاظ نکالتے ہیں اور اس کا بدلہ بہت قریب ہے۔

idara islamic store www.idara.com